© rasailojaraid.com

راولپنڈی - لاہور - امرتسر - لودیانہ - نابہہ - پٹیالہ - الہ آباد - جبلپور - ناگپور - مدراس - بنارس - آرہ - رحیم آباد - کلکتہ - کہوری وغیرہ کو اس امر کیطرف توجہ دلاتے ہین - ہمارے عینی بہائیون نے ہماری درخواست کیطرف توجہ کی تو پہر ہم علاقہ بہائیون کو تکلیف دینگے اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ خداوند تعالی مسلمانون کو باہمی اتحاد و اتفاق کی توفیق دے اور ان کے شقاق و نفاق و باہمی رنج و عناد کو دور کرے - آمین ثم آمین -

اپنے اہل اسلام ہمعصرون سے ہماری یہ التجا ہے کہ اس مضمون کو حق و راستی پہ مبنی پاوین تو اسکی تائید مین قلم اٹہاوین - ہمین غلطی پر پاوین تو اسپر ہمکو آگاہ کرین -

اشتہار جہاد ترکی یا افغانستان

اور

مسلمانان ہندوستان

بعض ہندو اخبارون مین یہ بات شائع ہوئی ہے کہ امیر افغانستان نے کافرون سے (روس ہون خواہ انگریز) جہاد کرنے کا اشتہار دیا ہے - اور اسمین روم کی طرفداری کا بہی اظہار کیا ہے -

کئی اخبار اس خبر کے دوسرے حصہ کے مکذب و منکر اور اس امر کے مظہر ہین کہ باب عالی سے سفیران لنڈن اور سینٹ پیٹرسبرگ کے نام اس مضمون کی تحقیق کے لیے احکام جاری ہوے ہین جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المعظم کو اس اشتہار کی خبر تک نہین چہ جائے اسکی طرفداری و موافقت -

اخبار جریدہ روزگار مطبوعہ ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ عیسوی مین باب عالی کا یہ اعلام بہی منقول ہے کہ کوئی مسلمان رئیس خلیفۃ المسلمین کے بغیر جہاد کی منادی نہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر سکتا اور بغیر خلیفہ کی اجازت کے جہاد جائز نہین ہوتا"۔

یہہ اعلام بہی صاف مظہر ہے کہ حضرت سلطان المعظم کو اس اشتہار کے مضمون سے (اگر وہ مشتہر ہوا ہے) اتفاق نہین ہے۔

بعض ہندو اخبارون نے اس خبر اشتہار سے عموماً اہل اسلام کی بے اعتباری نکالی اور گورنمنٹ کے خیال مین یہ بات ڈالنی چاہی ہے کہ افغانستان یا روم سے بمقابلہ انگریزون کے جہاد کا علم قائم ہوا تو مسلمانان ہند بہی امیر افغانستان یا سلطان کے ساتہہ ہونگے۔ اور اپنی مہربان گورنمنٹ سے باغی ہو جائینگے۔

اس مضمون مین ہم ان کوتاہ اندیشون کے اس گمان سراسر بہتان سے مسلمانان ہند کی برأت ثابت کرتے ہین اور چند مسائل مع ان کے نتائج کے ان ناواقفون کے نوٹس مین لاتے ہین وہ ان مسائل کو انصاف و غور سے ملاحظہ مین لائینگے تو اس گمان بیجا اور تہمت ناروا سے ہمیشہ کے لیے باز آئینگے اور اس امر کو یقین کے ساتہہ مان لینگے کہ اہل اسلام کی (ہندوستان کے ہون خواہ ترکی یا افغانستان کے) موجودہ حالت مین شرعی جہاد کی کوئی صورت نہین ہے۔ اور اگر غیب الغیب سے کوئی صورت نکل بہی آوے تو مسلمانان ہند کا اس جہاد مین شامل ہو جانا اور اپنی مہربان گورنمنٹ کی اطاعت سے (اگر وہ جہاد اس گورنمنٹ سے ہو) خارج ہونا جب تک وہ اپنے مذہب کے پابند رہین ممکن نہین ہے لہذا مسلمانان ہند کی حالت ہمیشہ کے لیے جبتک کہ وہ اس گورنمنٹ کے زیر سایہ حکومت ہین طمانیت بخش ہے۔

وہ مسائل یہہ ہین

(۱) جہاد کے لیے امام (یا خلیفہ) کا موجود ہونا اور جہاد مین اس کا پیش امام ہونا بڑی ضروری شرط ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۰) امام یا (خلیفہ) مین کئی صفات کا موجود ہونا شرط ہے ازآنجملہ اصول و فروع اسلام مین صاحب فتوی ہونا اور قرشی النسب ہوتا ہے۔

یہ شروط و اوصاف امام چونکہ زمانہ دراز سے (جب سے کہ دولت عباسیہ کا انقراض ہوا ہے) مفقود ہین۔ لہذا مسئلہ اول و دوم سے مسلمانون کی موجودہ حالت کے لحاظ سے صاف اور یقینی طور پر یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس وقت شرعی جہاد کی کوئی صورت نہین ہے۔

اعلام سلطانی مین (جو جریدہ روزگار ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ع سے منقول ہوچکا ہے) بھی غالبا اسی نتیجہ کیطرف اشارہ ہے۔ اور اگر اس اعلام سے مقصود یہ ہے کہ اسوقت مسلمانون کی خلیفہ یا امام حضرت سلطان روم ہین اونکی اجازت سے جہاد جائز ہوسکتا ہے تو یہ اعلام قرارداد جمہور علمار اسلام کے (جو خلیفہ مین قرشی ہونا وصف لازمی ٹھہراتے ہین) مخالف ہے کیونکہ حضرت سلطان المعظم بالاتفاق قرشی نہین ہین۔ آپ ترک ہین جن کا نسب* شریف عثمان بن ارطغرل

* شجرہ نسب حضرت سلطان المعظم کتاب نظم الممالک سنین اسلام وغیرہ کتب تاریخ مین حسب تفصیل ذیل بیان ہوا ہے۔ سلطان عبدالحمید (ثانی) بن عبدالمجید بن محمود (ثانی) بن عبدالحمید (اول) بن احمد (ثالث) بن محمد (رابع)# بن ابراہیم بن احمد (اول) بن محمد (ثالث) بن مراد (ثالث) بن سلیم (ثانی) بن سلیمان (ثانی) بن سلیم (اول) بن بایزید (ثانی) بن محمد (ثانی) بن مراد (ثانی) بن محمد (اول) بن بایزید اول ییلدرم بن مراد (اول) بن اورخان بن عثمان (اول جو سلاطین ترکیہ کا پہلا بادشاہ ہے جس کیطرف سلطنت عثمانیہ منسوب ہے۔) بن ارطغرل بن سلیمان یہہ شخص صحرار مینیہ کا رہنے والا تھا رفتہ رفتہ سپہ سالار علاء الدین سلجوقی ہوا ۶۲۳ھ مین نہر فرات مین غرق ہو کر مین مدفون ہوا

کہ۔ اشاعۃ السنہ نمبر (۱) جلد ۷ مین یہ شجرہ منقول ہوا تو اسمین سے سلطان عبدالمجید کا نام سہواً چھوٹ گیا

سنین اسلام مین اس محمد کو خامس لکھا ہے اور کہا ہے کہ اسکو محمود اول ہی کہتے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن سلیمان ترکی سے ملتا ہے اور ان کا نسب یافث٭ بن نوح علیہ السلام سے اور قریش#
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جن کا نسب شریف سام بن نوح سے ملتا ہے

٭ ترکیوں کا اولاد یافث بن نوح سے ہونا علماء تواریخ و انساب نے بیان کیا ہے۔ ابو الفدا نے لکھا کہ صحیح بات یہی ہے کہ سبھی زمین کے باشندے نوح کے بیٹے سام۔ حام اور یافث کی اولاد سے ہیں۔ سام عرب فارس اور رومیوں کا باپ ہے۔ حام حبشیوں کا باپ۔ سام ترک یاجوج ماجوج فرنگ قبط کا باپ الخ۔

قریش کا حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے اور حضرت اسمٰعیل کا سام بن نوح کی اولاد سے ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ثابت ہے جو ابو الفدا وغیرہ علماء تواریخ و انساب نے حسب تفصیل ذیل بیان کیا ہے۔ ”محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادد بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن نبت بن حمل بن قیذار بن اسمٰعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام بن تارح (وھو آذر) بن ناحور بن ساروغ بن رعو بن فالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامخ بن متوشلخ بن خنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام“۔

ابو الفدا وغیرہ نساب نے لکھا ہے۔ کہ اس شجرہ میں عدنان تک اتفاق ہے اور عدنان کا اولاد اسمٰعیل سے ہونا بھی متفق علیہ ہے اُن دونوں کے مابین وسائل کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے چالیس وسایل شمار کیے ہیں بعض نے سات ہمارے شیخ (او ستاد) ابو عبداللہ حافظ کا قول ہے کہ عدنان سے اوپر کا کوئی سلسلہ لائق اعتماد نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ امر علمائے تواریخ و انساب مین متفق علیہ ہے اس مین کسی کا اختلاف دیکھا یا سنا نہین گیا۔

لہذا یہہ اعلام اگر واقعی باب عالی سے ہوا ہے تو علمائے اسلام مختلف فرقون حصوصًا ہندوستان کے باشندون مین وہ وقعت و قبولیت سے سنا نہ جائیگا۔

اور کسی فرقہ مقلدین یا محدثین اہل تشیع یا سنیین سے کوئی شخص جو علوم و مسائل سے دلی یاد داعی تعلق رکھتا ہوگا حضرت سلطان المعظم کو شرعی خلیفہ یا امام خیال نہ کریگا اور برٹش سلطنت کے رعایا میں ہوکر انکی اطاعت کا قصد نہ کرے گا۔

(۳) وجود امام وغیرہ شرائط جہاد پائے جانے کے ساتھہ ایک بڑی بھاری اور واجب اللحاظ شرط جہاد یہہ بھی ہے کہ مسلمانان اہل جہاد مین ایسی شوکت و

ابوالفدا نے یہہ بھی کہا ہے کہ شالخ اور ارفخشد کے درمیان سے قینان کا نام عمدًا نکالا گیا ہے۔ کیونکہ وہ جادوگر تھا۔ اور درحقیقت شالخ بن قینان بن ارفخشد ہے۔

ابوالفداء نے ذکر نضر بن کنانہ کی ذیل مین کہا ہے کہ قریش بقول بعض انساب (علمائے انساب) اسی نضر کا لقب ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہہ لقب فہر بن مالک بن النضر کی اولاد کا ہے۔ پس جو شخص فہر بن مالک کی اولاد سے نہین ہے (یعنے اس سے اوپر نضر کی اولاد سے ہو (جیسے بنی ملکان یا بنی غفار یا بنی بکر ہین) یا حضرت اسمعیل کی اولاد سے ہو یا حضرت سام بن نوح یا نوح کی اولاد سے ہو) وہ قریشی نہین

ابوالفدا نے کہا ہے کہ قریش کی وجہ تسمیہ بقول بعض علماء یہہ ہے کہ قریش کی قوت اور مضبوطی کے لحاظ سے اسکو دریائی جانور قرش (جو سبھی دریائی جانورون کو کھا جاتا ہے اور انپر غالب آتا ہے) کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ بعض علماء کا یہہ قول ہے کہ قصی بن کلاب جب کعبہ پر متسلط ہوا اور اسنے وہان سبھی اولاد فہر بن مالک کو جمع کیا تو وہ قریش کے نام سے جسمین جمع ہونے کے معنی پائے جاتے ہین موسوم ہوئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمعیت حاصل ہو جس سے اُن کو اپنی فتح و غلبہ کا ظن غالب ہو اپنی ہزیمت اور کسر شوکت اسلام کا خوف نہ ہو اور جس حالت مین مخالفین اسلام کو غلبہ و قوت و شوکت حاصل ہو اور مسلمانون مین انکے مقابلہ کی طاقت نہ ہو۔ اس حالت مین دعوی جہاد ایک بے تابی و فساد سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

اس مسئلہ سے بہی بلحاظ حالت موجودہ اہل اسلام بروئے زمین صاف یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ مسلمان (امیر افغانستان ہون خواہ حضرت سلطان وغیرہ) کسی غیر اسلامی یوروپین سلطنت سے جہاد نہین کر سکتے کیونکہ مخالفین اسلام کے مقابلہ مین انکو اس قدر شوکت و جمعیت حاصل نہین ہے جس سے وہ اپنی فتح و فیروزی کی امید کر سکین۔ امیر افغانستان برٹش گورنمنٹ سے تو ہمیشہ سے وظیفہ خوار رہے ہین انسے تو وہ کیا مقابلہ کر سکین گے روس سے بہی انکو مقابلہ کی طاقت نہین ہے گو تمام خراسان کو وہ جمع کر لین۔

حضرت سلطان گو اس قدر شوکت و جمعیت رکھتے ہین کہ وہ فرداً فرداً ان سلطنتون سے مقابلہ کر سکین مگر یوروپین سلطنتین فرداً فرداً مقابلہ کرنے کا کسی کو موقع نہین دیتے ایک سے کوئی لڑے تو چار سلطنتین اسکی حمایت مین کہڑی ہو جاتی ہین اور اسکی مخالف کو بنیست نابود کرنے پر مستعد ہو جاتے ہین ہر چند بعض یوروپین سلطنتین حضرت سلطان کی دوستی و مددگاری کا بہی دم بہرتے ہین مگر وقت پر انکا دوست رہنا اور مددگار بننا ایک ایسا امر ہے جسکا حضرت سلطان کو بہی یقین نہین ہے۔

بمقابلہ روم و روس اور تازہ معاملہ بلگیریا مین حضرت سلطان کو اسکا امتحان بہی بخوبی ہو چکا ہے پہر کیونکر ممکن اور شرعاً جائز ہے کہ حضرت سلطان المعظم اس بے اطمینانی کے ساتہہ جہاد کا اشتہار دین یا امیر افغانستان کے اگر وہ جہاد کرنا چاہین مددگار نہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی وجہ ہے کہ پچھلی جنگ روم اور روس مین شیخ الاسلام ترکی نے جہاد کا فتوی دیا تو حضرت سلطان ان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہہ دوسرے شیخ الاسلام کو مامور فرمایا اور آجتک کبھی کسی لڑائی ہین جہاد کا نام نہین لیا۔ جو لوگ ان واقعات سے واقف ہین وہ کبھی یقین نہین کر سکتے کہ اہل اسلام کی موجودہ حالت مین کوی اسلامی سلطنت یورپین سلطنتون کے مقابلہ مین جہاد کا اشتہار دے یا اس امر کو پسند کرے ہاے کوی مسائل اسلام سے ناواقف اور حالات دنیا سے بے خبر تن تنہا ایک سیر ستو باندھکر جہاد کو چل نکلے اور اسکا اشتہار دے تو اس کے فعل سے کل اہل اسلام پر الزام یا طعن قائم نہین ہو سکتا۔

(۴) شرائط مذکورہ بالا سے علاوہ شرعی جہاد کے لیے ایک بڑی شرط یہ ہے کہ جو مسلمان کسی غیر اسلامی قوم یا سلطنت کے ساتھہ جہاد کرنا چاہین وہ انکی امان و سلطنت مین نہ رہتے ہون اور انکو کسی قسم کا تحریری یا زبانی حقیقی یا حکمی عہد نہ دے چکے ہون اور اگر جہاد کرنے والے ان ہی لوگون سے جہاد کرنا چاہین جنکے عہد و امان مین وہ اوقات بسر کر رہے ہون تو ان کا جہاد بحکم نصوص قطعیہ قرآنیہ بغاوت و فساد ہے اس مسئلہ سے بلحاظ اس واقعی امر کے کہ ہندوستان کے جملہ اہل اسلام کا (روس یا ہین خواہ رعایا) برٹش گورنمنٹ سے عہد ہو چکا ہے اور حکمی معاہدہ سے تو کسی سلطنت کے (روس ہو خواہ کوی اور) رعایا خالی نہین ہین صاف اور یقینی طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ امیر افغانستان یا حضرت سلطان شرائط مذکورہ بالا کو ثابت و متحقق پا کر یا تحقق شرائط سے پیشتر جہاد کا علم کھڑا کرین اور روس یا انگریزون سے لڑین تب بھی اہل اسلام رعایا روس یا برٹش گورنمنٹ جب تک کہ وہ دعوے اسلام مین سچے اور پیروی مسائل اسلام مین پکے تسلیم کیے جائینگے صرف اسلامی اتحاد کی نظر سے امیر یا سلطان کے ساتھہ نہونگے اور اپنی مہربان گورنمنٹ سے ہرگز مخالفت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار نہ کرین گے ۔

ان مسائل اور ان کے نتائج کو پڑھ کر (امید ہے) ناواقف ہمعصر غیر مسلم اہل اسلام ہند سے طعن و بدگمانی کو اٹھا لین گے - اور افغانی یا سلطانی اشتہارون سے وہ نتائج نہ نکالین گے جو آپ نکال رہے ہین ۔

ان مسائل کو ہم نے اس مضمون مین قرآن و حدیث و اقوال علماء سے مدلل نہین کیا صرف صورت مسائل بیان کر کے ان سے نتائج کا استنباط کیا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ ان مسائل کے دلائل کو ہم بارہا اشاعۃ السنہ مین بیان کر چکے ہین - اور حال مین ہم یہہ مسائل اور انکی نظائر ایک مستقل رسالہ "اقتصاد فی مسائل الجہاد" مین مفصل و مدلل لکھ چکے ہین جن صاحبون کی نظر سے وہ دلائل نگذرے ہون وہ رسالہ "اقتصاد فی مسائل الجہاد" کو جو بقیمت ۸ر سر رشتہ اشاعۃ السنہ لاہور سے مل سکتا ہے طلب فرماوین اور اسمین ان دلائل کو ملاحظہ فرماوین ۔

اس مقام مین ہم تشویق ان ناظرین کے لیے جن کی نظر سے رسالہ اقتصاد نہین گذرا اُس کے مسائل کی **فہرست** قلم مین لاتے ہین ۔

اس رسالہ مین پہلے ایک تمہید کے ضمن مین بیان ہوا ہے کہ جہاد دو قسم ہر (۱) ملکی جو قومی شوکت قائم کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے - (۲) مذہبی جو حفاظت مذہب اور مدافعت دست اندازی غیر کے لیے ہوتا ہے - پھر کہا ہے کہ ان دونو قسم جہاد کے لیے ایسے شرائط مقرر ہین جن کی مخالفت و عدم رعایت سے جہاد جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے پھر مذہبی جہاد کے شرائط کو بضمن مسائل ذیل بیان کیا ہے ۔

مسئلہ (۱)

مذہبی جہاد اصلی مقصود خداوندی نہین بلکہ اصل مقصود عبادت ہے اور جہاد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس مقصود کی ایک ذریعہ ہے۔

مسئلہ (۲)

مذہبی جہاد سے غرض ڈیفینس ہے یعنے مسلمانون سے مخالفین کے ضرر کو روکنا نہ لوگون کو جبراً مسلمان بنانا یا کفار کو کفر کی سزا پہچانا۔

مسئلہ (۳)

جس شہر یا ملک مین مسلمانون کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ دار الحرب نہین کہلاتا بلکہ قدیم سے وہ مسلمانون کا شہر یا ملک ہو تو دار الاسلام ورنہ دار السلم و دار الامان کہلاتا ہے اس شہر یا ملک پر کسی مسلمان کو مذہبی چڑھائی کرنا جائز نہین اور نہ اس شہر سے مسلمانون کو ہجرت کرنا واجب ہے۔ بلکہ اسلامی شہرون سے (جہان کسی مسلمان کو امن نہ ہو) ہجرت کرکے وہان آرہنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔

مسئلہ (۴)

جن مخالفین اسلام سے (جو مسلمانون کو ستاتے ہین) مذہبی لڑائی کا حکم ہے ان سے صلح کر لینی بھی جائز ہے

مسئلہ (۵)

صلح کے بعد صلح کا قائم رکھنا اور عہد کو پورا کرنا واجب ہے اور عہد شکنی غدر حرام ہے

مسئلہ (۶)

غیر مسلم مسلمانون کے ملک پر غلبہ پاکر مسلط ہو جائین تو وہ انکے مالک ہو جاتے ہین۔

مسئلہ (۷)

غیر مذہب کے ملک مین با امن رہنا اور کسی قسم کی مخالفت کا ارادہ ظاہر نہ کرنا بھی ایک قسم کا حکمی عہد ہے جس کا وفا واجب ہے اور اس عہد کے بعد بھی اس ملک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے باشندون اور متغلبون کے جان و مال سے تعرض حرام ۔

ان مسائل کے بیان نتائج کے ضمن مین یہہ بیان کیا گیا کہ ملک ہندوستان کے سبھی اشخاص کا برٹش گورنمنٹ سے عہد و پیمان ہوچکا ہے اور حکمی عہد سے کوئی فرد رعایا خالی نہین ہے ۔

مسئلہ (۸)

مسلمانون کے دشمنون اور ایذا رسانون اور دار الحرب مین رہنے والون سے بہی تب ہی لڑنے کی اجازت ہے جبکہ مسلمانون مین ایسی جمعیت و شوکت ہو جس سے انکو بہی فتح و فیروزی کا ظن غالب ہو بے سامانی اور نا امیدی یا بدگمانی کے ساتھہ جہاد جہاد نہین ہے ۔

مسئلہ (۹)

امام کا وجود جہاد کے لیے بڑی بھاری شرط ہے ۔ اور امام موصوف باوصاف و شرائط امامت مدت سے مفقود ہے ۔ اور یہ امر بلحاظ موجودہ حالت اہل اسلام ان کے نقصان ایمان یا عصیان کا موجب نہین ہے جس کے دور کرنے کی وہ درپے ہون

یہہ اس رسالہ کے صرف مختصر مسائل ہین اور جو ان کے دلائل اور ان کے نتائج جو ہشتاد صفحہ مین بیان ہوے ہین وہ اس فہرست مین بیان کی گنجایش رکھتی ۔

ناظرین ان دلائل و نتائج کی تفصیل اصل رسالہ مین ملاحظہ فرمائین گے تو ان سے کمال حظ اٹھائین گے ۔

ہمعصرون کی خدمت مین جن سے رسالہ جہاد پر ریویو یا اشتہار کی درخواست کی گئی ہے التماس ہے کہ اپنی ریویو یا اشتہار مین اس فہرست یا اس کے خلاصہ کو درج فرما دین ۔

© rasailojaraid.com